شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خانؒ کی تصنیفی خدمات

Molana saleem Ullah khan's Services as Author

سید حیات اللہ آغا[*]

پرفیسر ڈاکٹر عبد العلی اچکزئی[**]

ABSTRACT:

Sheikh Molana saleem ullah khan was born in Muzaffer Nagar in India. He belongs to hasan pur. He get degree of dura-e-nizami from Dar-ul-Uloom Deoband. In Deoband he received Education of Quran, Hadith and other related sciences through learned scholars of the time which includes Molana Hussain Ahmed Madani, Molana Izaz Ali, Molana Idrees kandahalvi and other religious personalities. After his education he start teaching and served as a teacher in many madaris. He was a prominent and renowned scholar.1n 1967 He laid the foundation of Jamia Farooqia Karachi. His entire services have been so much blessed by Almighty Allah that since its foundation, till now the Jamia has advanced a long way in Islamic Education and related fields which seems almost unbelievable. He left many books which based on his writing and narration of Hadith during different session of dura-e-Hadith. In this Article, I have tried my level best to elaborate sheikh saleem Ullah khan's services as Author for Islamic literature and specially for Hadith Nabvi(s.w).

Key Words: saleem ullah khan, Scholar, Teacher, Author.

تعارف مصنف:

مولانا سلیم اللہ خان نور اللہ مرقدہٗ دار العلوم دیوبند کے فاضل ہیں۔آپؒ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کے تلمیذِ رشید، حضرت مولانا مسیح اللہ خانؒ کے تربیت یافتہ و قابل فخر شاگرد، جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی کے مؤسس، رئیس و شیخ الحدیث، وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور اتحادِ تنظیماتِ مدارسِ دینیہ کے قائد و صدر رہے، آپؒ اتحاد و یکجہتی کی علامت، مردم شناس و مردم ساز، محدث، فقیہ مفکر، داعی اسلام، استاد العلماء جیسے القابات کے حقیقی حقدار گردانے جاتے ہیں۔آپ کی پیدائش 25 دسمبر 1926ء[1] کو قصبہ حسن پور لوہاری انڈیا میں ہوئی جو تھانہ بھون اور جلال آباد کے قریب ہے ۔

[*]M.Phil Research Scholar, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta.
Email: hqqanijanan@gmail.com

[**]Dean, Faculty of Arts & Humanities, University Of Balochistan, Quetta.

شیخ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بچپن میں پڑھنے کیلئے ہمیں مسلم اسکول میں بٹھایا گیا، پرائمری پاس کرنے کے بعد ہم نے استاد محترم منشی جی سے فارسی شروع کی، وہ فارسی کے بہت بڑے عالم تھے البتہ عربی سے بالکل ناواقف تھے۔[2] پھر شام کو مغرب کے بعد ہم دونوں بھائیوں کو منشی اللہ بندے قرآن کریم پڑھانے آتے تھے، میرا قرآن تین مہینے میں ختم ہو گیا تو انگریزی شروع کرادی تھی، عبد القیوم خان مرحوم قرآن کریم پڑھتے رہے، میں نے انگریزی کی دو تین کتابیں پڑھیں۔[3]

آپؒ اپنے تعلیمی، تدریسی اور حالاتِ زندگی کو مختصر لفظوں میں ایک خط میں یوں لکھتے ہیں کہ :

"احقر کی پیدائش قصبہ حسن پور لوہاری میں ہوئی جو تھانہ بھون اور جلال آباد کے قریب ہے۔ اردو، فارسی کی تعلیم لوہاری میں ہوئی۔ رابعہ تک شرح وقایہ، شرح جامی وغیرہ ڈھائی سال میں مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد میں استاد محترم مولانا مسیح اللہ خانؒ سے پڑھی۔ 5 سال دیوبند میں گزارے اور شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ سے سنن ترمذی جلد اول اور صحیح بخاری مکمل پڑھی۔ اس کے بعد 8 سال مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد میں مدرس اور ناظم تعلیمات کی حیثیت سے گزارے۔ اسی مدرسہ میں مولوی جمشید علیؒ نے دو سال احقر کے پاس تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد احقر مولوی جمشید علیؒ کو لے کر پاکستان میں ٹنڈو الہ یار میں مولانا احتشام الحق مرحوم کے قائم کردہ دار العلوم آگیا، 3 سال اس دار العلوم میں گزارے۔ اس میں احقر کو وہاں کی آب و ہوا ناموافق ہوئی، مزید وہاں کا نظم بھی قابل رشک نہ تھا، یہاں احقر ابوداؤد، ہدایہ آخیرین، جلالین وغیرہ پڑھاتا رہا، اس کے بعد احقر دار العلوم کراچی منتقل ہو گیا۔ مولانا جمشید علی مرحوم ٹنڈو الہ یار ہی میں رہے، پھر کسی وقت وہ رائے ونڈ چلے گئے۔ دار العلوم کراچی میں احقر نے 10 سال ترمذی شریف، 6 سال بخاری شریف کا درس دیا۔ دار العلوم ہی کے زمانہ میں ایک سال تک بعد نمازِ ظہر تا عصر جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں ترمذی جلد ثانی، شمائل ترمذی اور بیضاوی شریف کا درس دیا۔ دار العلوم میں فنون کے اسباق بھی احقر نے پڑھائے، پھر حضرت مفتی محمد شفیعؒ سے اجازت لے کر جامعہ فاروقیہ کراچی قائم کیا۔ اجازت بڑی مشکل سے ملی تھی، تاحال جامعہ فاروقیہ میں ہوں، پہلے تو بخاری، ترمذی، مشکوۃ کے دوسرے اسباق بھی احقر سے متعلق ہوتے تھے، اب جب معذوری کی حالت ہے تو فقط بخاری اول پڑھاتا ہوں۔"[4]

آپؒ کے بہت سارے اساتذہ تھے، لیکن آپؒ کو سب سے زیادہ تعلق اور محبت چار اساتذہ سے تھی، جن میں شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علیؒ، شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، اور حضرت مولانا عبد الخالق ملتانیؒ شامل ہیں۔

آپؒ سے شرفِ تلمذ حاصل کرنے والوں کی تعداد بھی ہزاروں میں ہے، جن میں سے مشہور و معروف جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم ثانی حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ، مہتمم ثالث حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے سابق شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ، مولانا عنایت اللہ شہیدؒ، مولانا سید حمید الرحمن

شہیدؒ، تبلیغی جماعت کے بزرگ حضرت مولانا جمشید علی خان رحمہم اللہ تعالیٰ، دارالعلوم کراچی کے صدر حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی، نائب صدر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، آپ کے صاحبزادے مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان اور مولانا عبید اللہ خالد، مولانا منظور احمد مینگل، مولانا ولی خان المظفر، مولانا ابن الحسن عباسی دامت برکاتہم نمایاں شخصیات ہیں۔

تصنیفی وتالیفی خدمات:

مولانا سلیم اللہ خانؒ کا بوجہ دیگر مشاغل کثیرہ اور عوارض کے تصنیفی وتالیفی میدان میں (چند کتب کے علاوہ) کوئی بہت زیادہ کام نہیں ہے، جس کے متعلق آپ خود ''صدائے حق'' کے پیش لفظ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''زندگی کی دوسری مصروفیات نے مجھے مستقل طور پر تصنیف وتالیف اور تحریر کا موقع نہیں دیا۔ تدریسی خدمت اور انتظامی اُمور نے ایسا گھیرا کہ میں اس میدان کی طرف توجہ نہ دے سکا۔ البتہ جامعہ فاروقیہ سے شائع ہونے والے اردو ماہنامہ ''الفاروق'' کے اجراء کے بعد کچھ عرصہ ''صدائے حق'' کے عنوان سے اس کے لیے چند موضوعات پر لکھنے کا موقع ملا، جن میں بعض اگرچہ معروضی اور وقتی تھے تاہم ان مخصوص حالات کے اسباب اور ان کیلئے تجویز کردہ علاج کے طریقے بہر حال ایک مستقل اور دائمی حیثیت رکھتے ہیں اور ان سے مستقبل میں بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے''۔

اسی طرح دارالعلوم کراچی کے ترجمان ماہنامہ ''البلاغ'' کیلئے بھی اس کے ابتدائی مراحل میں ''درسگاہ رسالت'' کے عنوان سے چند احادیث کی عام فہم تشریح لکھنے کا موقع ملا۔''[5]

جب تائید ایزدی شامل حال ہو تو توفیق ربانی سے ناممکن بھی ممکن ہو جاتے ہیں یہی حال مولانا سلیم اللہ خانؒ کی رہی کہ زندگی کی آخری سالوں میں اچھے شاگرد دستیاب ہونے کی وجہ سے آپ کے دست راست ثابت ہو کر آپؒ کی فرمودات اور مسودات کو مرتب کرنے میں معاون بنے۔

ذیل میں حضرت کی تالیفات اور مصنفات کا تعارف پیش کیا جاتا ہے، البتہ ایک بات کی بطور تنبیہ کے یاددہانی کرانا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت کی تمام کتب جامعہ فاروقیہ کی ملکیت ہونے کی وجہ سے تمام حقوق بحق جامعہ فاروقیہ محفوظ ہے، یہی وجہ ہے کہ آپؒ کی تمام کتب مکتبہ فاروقیہ کراچی سے چھپ کر ہی سامنے آتی ہیں۔

کشف الباری عمافی صحیح البخاری:

یہ کتاب حضرت شیخؒ کے الجامع الصحیح للبخاری کے تقریری افادات پر مشتمل مرتب و محقق بے مثال اور بے نظیر مجموعہ ہے۔ اس بے مثال شرح کے وجود میں آنے کا پس منظر یہ ہے کہ 1986-1987، میں جب موجودہ دور کے مناظر اسلام شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل نے جامعہ فاروقیہ کراچی میں دورہ حدیث کیا تو اس سال حضرت شیخ کے درس بخاری کو مکمل ریکارڈ کیا گیا، جو تقریباً چار سو سے بھی زائد کیسٹوں پر مشتمل تھا، بعد ازاں ان کیسٹوں سے مکمل تقریر قلم بند کر لی گئی۔ پھر اس تقریر پر تحقیق و ترتیب اور

تعلیق کا کام شروع ہوا، اس عظیم کام کیلئے مولانا ابن الحسن عباسی زید مجدہ سے لے کر اب تک کئی حضرات اہل علم اس سعادت کو حاصل کرتے رہے، جس کے نتیجے میں تاحال بائیس جلدیں منظرِ عام پر آکر مقبولیت عامہ وخاصہ حاصل کر چکی ہیں۔ان مطبوعہ بائیس جلدوں پر محققین کے کام کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

مولانا ابن الحسن عباسی کی تحقیق سے کل چھ جلدیں منظریں عام پر آئی ہیں، جن میں تمام مباحث صحیح بخاری جلد ثانی کی ہیں ،ان میں: کتاب المغازی، کتاب التفسیر، کتاب فضائل القرآن، کتاب ا لنکاح، کتاب الطلاق، کتاب النفقات، کتاب الاطعمہ، کتاب العقیقہ، کتاب الذبائح والصید، کتاب الاستیذان، کتاب الرقاق، کتاب الدعوات، کتاب الطب، کتاب اللباس اور کتاب الادب شامل ہیں۔

مولانا نور البشر زید مجدہ کی تحقیق سے پانچ جلدیں منظر عام پر آئی ہیں، ان پانچ جلدوں کی تمام مباحث صحیح البخاری، جلد اول کی بالکل ابتدائی مباحث ہیں، ان میں: کتاب بدءالوحی، کتاب الایمان جلد اول وجلد دوم، کتاب العلم جلد سوم، کتاب العلم جلد چہارم اور کتاب الوضوء جلد اول شامل ہے۔

مولانا عزیز الرحمن عظیمی کے قلم سے "کتاب فضائل الصحابہ" کے ابتدائی 23/ابواب پر کام ہوا۔

مفتی محمد مزمل سلاوٹ کے قلم سے "کتاب البیوع" کی کتاب السلم، کتاب الشفعہ، کتاب الاجارہ، کتاب الحوالہ، کتاب الکفالہ، کتاب الوکالہ، کتاب الحرث، کتاب المزارعہ، کتاب المساقاۃ، پر کام ہوا۔

مفتی حبیب حسین کے قلم سے "کتاب الجہاد" کی ایک جلد پر مکمل اور "کتاب احادیث الانبیاء" پر نامکمل کام ہوا۔

مولانا حبیب اللہ زکریا کے قلم سے تین جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں، جن میں "کتاب الجہاد" کی دو جلدیں اور "کتاب بدء الخلق" ہے۔

مفتی عارف محمود نے "کتاب الغسل"، جلد اول پر کام کیا۔ مفتی مبارک علی نے "کتاب الحیض" پر کام مکمل کیا، اس کے بعد مفتی حبیب حسین والے کام "کتاب الانبیاء" کی تکمیل بھی کی۔

مفتی امان اللہ نے "کتاب التیمم" پر کام کیا۔ محمد راشد ڈسکوی نے "کتاب الصلاۃ"، جلد اول پر کام کیا ہے۔

کشف الباری کی وہ جلدیں جو مولانا ابن الحسن عباسی کی تحقیق سے سامنے آئیں ان میں بنسبت دیگر تمام جلدوں کے قدرے اختصار ملتا ہے، لیکن بقیہ تمام جلدوں میں تفصیل اور تقریبا تمام مباحث کا استیعاب ہے، مذکورہ شرح میں حضرت شیخ کی تقریر کو بنیاد بناتے ہوئے ایک خاص منہج کے مطابق کام کیا گیا ہے، ذیل میں وہ منہج ذکر کیا جاتا ہے:

1: ترجمۃ الباب کے مقصد/مقاصد کی وضاحت اور تراجم ابواب پر سیر حاصل بحث۔

2: ربطِ ابواب، ذکر مناسبت۔

3: حدیث باب کا ترجمہ۔

4: حدیثِ باب کی امہاتِ ستہ سے تخریج۔

5: رواۃِ حدیث کا جامع تعارف، خاص طور پر ان کی توثیقات وتعدیلات کا ذکر، اسی طرح ان پر اگر ائمہ کا کلام ہو تو ان کا ذکر، اگر بلا تکلف وتصنع دفاع ہو سکے تو دفاع، ورنہ کم از کم صحیح بخاری میں ایسے متکلم فیہ راوی کے مندرج ہونے کا عذر۔

6: سندِ حدیث پر محققانہ کلام۔

7: متنِ حدیث پر محدثانہ کلام۔

8: شرح حدیث میں ملحوظ امور: دیگر طرق حدیث میں وارد الفاظ مختلفہ کو لا کر تشریح، نحوی، صرفی، بلاغی، لغوی اور اعرابی حیثیت سے تشریح وتحقیق، فقہی مذاہب کی (اصحابِ مذاہب کی کتب سے) تنقیح اور حوالہ، دلائل فقہیہ کا التزام، حنفی مذہب کو مدلل ومبرھن انداز سے پیش کرنا اور وجوہِ ترجیح مذہبِ حنفیہ کا التزام کرنا۔

9: حدیث شریف کی ترجمۃ الباب سے مطابقت۔

10: متابعات وشواہد بخاری کی تخریجات۔

11: حوالہ جات وتعلیقات میں درج ذیل امور کو خاص طور پر ملحوظ رکھا جائے۔

12: کتب حدیث کا حوالہ جہاں جلد، صفحات کے ساتھ دیا جائے وہاں ''کتاب'' اور ''باب'' اسی طرح ''رقم الحدیث'' ضرور ذکر کیے جائیں۔

13: حدیثِ باب کی تخریج امہات ستہ سے خاص طور پر کی جائے، اگر امام بخاری اس حدیث میں متفرد ہوں تو کسی معتمد مصنف کا حوالہ ضرور دیا جائے اور اس سلسلے میں فتح الباری اور عمدۃ القاری کے ساتھ ساتھ ''تحفۃ الاشراف'' سے مدد لی جائے۔

14: متن میں جس کتابِ حدیث کا حوالہ آئے اور وہ کتاب اگر دار التصنیف میں موجود ہو یا آسانی سے مل سکتی ہو تو اس کی مراجعت کر کے حوالہ ثبت کیا جائے، ورنہ بدرجہ مجبوری ثانوی مراجع مثلا: فتح الباری وغیرہ کا حوالہ دیا جائے۔

15: تعلیقات بخاری کے سلسلہ میں ''تغلیق التعلیق'' سے ضرور استفادہ کیا جائے۔

16: رواۃ کے سلسلہ میں عام شروح کا حوالہ دینے کے بجائے اسماء الرجال کی معتبر کتابوں کا حوالہ دیا جائے۔

17: لغوی تحقیقات کے لیے لغاتِ حدیث اور عام بڑی لغت کی کتابوں، مثلا: تاج العروس، لسان العرب، المصباح المنیر اور المغرب وغیرہ کو ترجیح دی جائے۔

18: اعرابی، نحوی وصرفی تحقیقات کیلئے (کتب نحو وصرف اور خاص طور سے) شروح حدیث سے استفادہ کیا جائے۔

19: فقہی مذاہبِ ودلائل کے لیے ہر مکتبہ فکر کی اپنی کتابوں کو ملحوظ رکھا جائے۔

20: حدیثی مباحث اور محدثانہ کلام کے لیے شروحات کے ساتھ ساتھ عللِ حدیث پر لکھی گئی کتابوں کی طرف رجوع کیا جائے۔

21: معاصر تقاریر پر سرسری استفادہ کی حد تک تو اعتماد ہو لیکن حوالہ جاتی اعتماد ہر گز نہ کیا جائے۔

22: ما یستفاد من الحدیث کا شراح حدیث کے کلام کی روشنی میں تذکرہ کیا جائے۔

23: کسی حدیث پر فقہی و کلامی مباحث کو بھی مکرر نہ لکھا جائے، ہاں یہ کہ کسی جگہ ناگزیر ہو تو پہلی جگہ کا حوالہ بھی ذکر کریں۔

24: حدیث شریف سے متعلق کون سے مباحث ذکر کرنے ہیں، ان کی تعیین اکابرین کی شروحات و تقاریر کو سامنے رکھ کر کی جا سکتی ہے۔

فی الوقت پانچ علمائے کرام (مولانا حبیب اللہ زکریا، مفتی امان اللہ ، مفتی مبارک علی، مفتی ثناء اللہ اور محمد راشد ڈسکوی) کشف الباری پر کام کر رہے ہیں، اللہ کرے کہ اس عظیم علمی منصوبہ پر جلد بعافیت کام مکمل ہو جائے۔[6]

پشتو زبان والوں کیلئے خوش آئند بات یہ ہے کہ کشف الباری کا پشتو زبان میں ترجمہ بھی شروع ہوا ہے، جس کی ایک جلد کا ترجمہ مکمل ہو کر شائع ہو چکا ہے، پشتو ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کرنے والے مولانا شاہ فیصل، جو پشاور کی جامع مسجد فرقان پنبور کے خطیب ہیں۔

کشف الباری کی خصوصیات:

جامعہ فاروقیہ کے سائٹ پر کشف الباری کی خصوصیات کے بارے میں محمد نجیب سنبھلی تحریر فرماتے ہیں کہ :

"کشف الباری عما فی صحیح البخاری" کی خصوصیات اور امتیازات تو بہت ہیں، یہاں اجمالاً چند خصوصیات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ مشکل الفاظ کے لغوی معانی اور یہ کہ یہ لفظ کس باب سے آتا ہے بیان ہوتا ہے۔ اگر نحوی ترکیب کی ضرورت ہو تو جملے کی نحوی ترکیب کو ذکر کیا گیا ہے۔ حدیث کے الفاظ کا مختلف جملوں کی صورت میں سلیس ترجمہ کیا گیا ہے۔ ترجمۃ الباب کے مقصد کا تحقیقی طریقے سے مفصل بیان کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں علماء کے مختلف اقوال کا تنقیدی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ باب کا مقابل سے ربط و تعلق کے سلسلے میں بھی پوری تحقیق و تنقید کے ساتھ تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ مختلف فیہا مسائل میں امام ابو حنیفہؒ کے مسلک اور دوسرے مسالک کی تنقیح و تحقیق کے بعد ہر ایک کے مستدلات کا استقصاء اور پھر دلائل پر تحقیقی طریقے سے رد و قدح اور احناف کے دلائل کی وضاحت اور ترجیح بیان کی گئی ہے۔ اگر حدیث میں کوئی تاریخی واقعہ مذکور ہو تو اس کی پوری وضاحت کی گئی ہے۔ جن احادیث کو تقریر کے ضمن میں بطور استدلال پیش کیا گیا ہے ان کی ترجیح بیان کی گئی ہے۔ تعلیقات بخاری کی تخریج کی گئی ہے، اور سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ مختلف اقوال کے نقل کرنے میں حضرت صرف ناقل نہیں ہیں بلکہ ہر قول پر محققانہ اور تنقیدی کلام بھی بوقت ضرورت کیا گیا ہے۔ تلك عشرة کاملہ۔[7]

کشف الباری سے متعلق علماء کرام نے اپنے رائے کا اظہار بڑے اچھے اور عظیم پیرایہ میں کیا ہے۔ان حضرات کا بیان کتاب کی عظمت کی دلیل ہے۔

دار العلوم حقانیہ کے شیخ الحدیث مولانا مغفور اللہ دامت برکاتہم العالیہ کا یہ قول معتمد ذرائع سے سننے میں آیا ہے کہ صحیح البخاری کیلئے کشف الباری کے بعد کسی اور شرح کی دیکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔

مفتی نظام الدین شامزئی شہید اس شرح کے بارے میں فرماتے ہیں کہ :

''بندہ تقریباً تین سال سے جامعہ علوم اسلامیہ (کراچی) میں صحیح بخاری پڑھاتا ہے اور الحمد للہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کہتا ہوں کہ مجھے مطالعہ کرنے کا ذوق اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرمایا ہے، صحیح بخاری کی مطبوعہ و متداول شروح، حواشی اور تقاریر اکابر میں سے شاید کوئی شرح، حاشیہ، یا تقریر ایسی ہو گی جو بندہ کی نظر سے نہیں گذری، لیکن میں نے ''کشف الباری'' جیسی ہر لحاظ سے جامع، مرتب اور تحقیقی شرح نہیں دیکھی، اگرچہ علماء کا مشہور مقولہ ہے: ''لا يغني كتاب عن كتاب''، لیکن ''ما من عام إلا وقد خص عنه البعض'' کے قاعدے کے مطابق ''کشف الباری'' اس قاعدے سے مستثنیٰ ہے، بلا مبالغہ حقیقۃً وواقعۃً یہ ایسی شرح ہے کہ انسان کو دوسری شروح سے مستغنی کر دیتی ہے''۔

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی اس شرح کے بارے میں فرماتے ہیں کہ :

''اگر میں یہ کہوں تو شاید مبالغہ نہیں ہو گا کہ اس وقت صحیح بخاری کی جتنی تقاریر اردو میں دستیاب ہیں ان میں یہ تقریر اپنی نافعیت اور جامعیت کے لحاظ سے سب پر فائق ہے۔اور یہ صرف طلبہ ہی کے لیے نہیں، بلکہ صحیح بخاری کے اساتذہ کیلئے بھی نہایت مفید ہے۔مباحث کے انتخاب، تطویل اور اختصار میں ہر پڑھانے والے کا مذاق جدا ہو سکتا ہے۔ لیکن اس میں صحیح بخاری کے طالب علم اور استاذ کے لیے تقریباً تمام ضروری مسائل کا احاطہ کر لیا گیا ہے۔''[8]

اربعینات:

یہ حضرت اقدس کی وہ تصنیف لطیف ہے، جو حال ہی میں مکمل ہو کر منظر عام پر آئی ہے، جس طرح کہ علماء کرام نے چہل حدیث کے نام سے کتابیں لکھی ہیں مثلاً: علامہ نووی کی اربعین، اسی طرح شیخ سلیم اللہ خانؒ نے بھی چالیس احادیث پر مشتمل اپنی تشریح کے ساتھ ''اربعینات'' کے نام سے ایک کتاب تحریر فرمائی اس کتاب میں کل گیارہ مختلف موضوعات پر چہل حدیث جمع کی گئی ہیں، یہ کتاب کل 173 صفحات پر مشتمل ہے، جو کہ مکتبہ فاروقیہ کراچی سے گتے کے گرد پوش اور اعلیٰ معیاری کاغذ پر چھپ چکی ہے۔

نفحات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح:

''نفحات التنقیح'' ''مشکوۃ المصابیح کی شرح ہے، اس شرح کے پیش لفظ میں خود حضرت شیخ الحدیثؒ تحریر فرماتے ہیں کہ :

''اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے زمانہ طالب علمی ہی میں مجھے مشکوۃ شریف پڑھانے کا موقع ملا دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث میں داخلہ لینے سے قبل بعض طلبہ کو یہ کتاب پڑھانے کی سعادت مجھے حاصل ہوئی اور پھر فراغت کے بعد اپنی طویل تدریسی زندگی میں سالہا سال تک اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور توفیق سے مشکوۃ شریف پڑھانے کی سعادت حاصل رہی ہے اور اب بھی الحمدللہ اس کا ابتدائی حصہ کتاب العلم تک زیر تدریس رہتا ہے۔ دوران درس بعض طلبہ عموما اساتذہ کی تقریر لکھنے کا اہتمام کرتے ہیں، میری مشکوۃ کی تقریر بھی مختلف طلبہ مختلف سالوں میں لکھتے رہے ہیں، مولانا قاضی عبدالخالق نے بھی پڑھنے کے زمانے میں میرا درس مشکوۃ ضبط کیا تھا، میرے علم کے مطابق ان کی لکھی ہوئی درسی تقریر سے خاص طور پر بعد میں اساتذہ اور طلبہ استفادہ کرتے رہے ہیں اور نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک بھی اس تقریر کی فوٹو کاپیاں بڑی تعداد میں عام ہوئیں، میرے پاس بھی ان کی ضبط کردہ تقریر کی فوٹو کاپی رہی، جو بعد میں زیر مطالعہ بھی رہی، یہ تقریر الحمدللہ جامع بھی تھی اور مرتب بھی، اس میں حدیث کے طویل فنی مباحث کو جامع اور مرتب انداز میں پیش کیا گیا تھا۔ مشکوۃ شریف کی اس درسی تقریر کو کتابی شکل میں لانے کے لیے اہل علم کی طرف سے اصرار رہا، لیکن ایک درسی تقریر کو تحقیق و تعلیق اور حوالہ جات کے بغیر شائع کرنے پر دل آمادہ نہیں تھا، پھر جب جامعہ فاروقیہ میں شعبہ تصنیف و تالیف قائم ہوا تو مشکوہ شریف کی اس تقریر پر بھی تحقیق و تعلیق کا کام شروع کرایا گیا اور الحمدللہ مشکوۃ شریف جلد اول یعنی کتاب النکاح تک کی تقریر پر تحقیق و تعلیق اور تخریج کا کام ہو چکا ہے، یہ کام مولانا اسداللہ اور مولانا محمد عظیم (اساتذۂ جامعہ فاروقیہ) نے بڑی محنت اور لگن کے ساتھ انجام دیا ہے، میں نے بالاستیعاب ان کا کام دیکھ لیا ہے، امید یہی ہے کہ یہ تقریر موجودہ صورت میں طلبہ اور علماء کے لیے مفید ثابت ہوگی''[9]

یہ شرح ریگزین گردپوش کے ساتھ چار متوسط مجلدات میں مکتبہ فاروقیہ کراچی سے طبع ہوئی ہے، ان چار میں سے پہلی تین جلدیں مشکوۃ جلد اول کی مباحث کی تشریح پر مشتمل ہیں، اور چوتھی جلد میں مشکوۃ جلد دوم کی ابتدائی مباحث ہیں، باقی پر تاحال کام جاری ہے، اس طرح یہ شرح غیر مکمل شکل میں ہے جو کہ ابھی تک تکمیلی مراحل میں ہے۔

اتحاف الذکی بشرح جامع الترمذی:

حضرت شیخ الحدیث نے 32 سال جامع الترمذی کا درس دیا ہے، اس دورانیے میں کئی طلباء حضرت کی تقریر کو اپنے اپنے طور پر ضبط بھی کرتے رہے، ان منضبط تقاریر میں سے کچھ رجسٹر سامنے رکھ کر مفتی عبدالرحیم حفظہ اللہ کی تحقیق سے '' اتحاف الذکی'' کے نام سے ایک جلد منظر عام پر آئی ہے، اس کام کی تفصیل ذکر کرتے ہوئے حضرت شیخ اتحاف الذکی کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

''احقر کی ایک طویل عرصے سے خواہش تھی کہ جامع ترمذی پر بھی سابقہ معیار (یعنی کشف الباری اور نفحات التنقیح کے معیار) کے مطابق تحقیقی کام کیا جائے جس میں تحقیق و تدقیق کے تمام ممکنہ تقاضوں کو پورا کیا جائے، ہمارے اساتذہ، دیگر اکابرِ

دیوبند اور اس خطے کے دیگر اساتذۂ حدیث کا یہ دستور چلا آرہا ہے کہ صحاح ستہ میں اپنی مفصل تقاریر کا محور جامع ترمذی ہی کو بناتے ہیں، جیسا کہ حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کے درسِ ترمذی کے متعلق ماقبل میں ذکر ہوا، اسی وجہ سے احقر نے جامع ترمذی کی اپنی درسی تقاریر اور امالی پر تحقیقی انداز میں کام کا ارادہ کیا۔ احقر نے جامع ترمذی 32 مرتبہ پڑھائی ہے، ایک سال مفتاح العلوم جلال آباد میں پڑھائی، اس کے بعد دار العلوم کراچی میں دس سال پڑھائی، ایک سال جامعۃ العلوم الاسلامیہ (بنوری ٹاؤن) میں اور اس کے بعد سالہا سال تک جامعہ فاروقیہ میں پڑھائی ہے۔ مفتی محمد رفیع عثمانی، مفتی محمد تقی عثمانی، مفتی احمد الرحمن، مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ نے ترمذی احقر کے پاس پڑھی، ایسے ہی مولانا محمد یاسین اور مفتی نصیر احمد نے جامع ترمذی مفتاح العلوم جلال آباد میں احقر سے پڑھی، یہاں چند خواص کے نام لکھے ہیں، و گرنہ پڑھنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے"۔[10]

جامع الترمذی کی یہ شرح صرف ایک ضخیم جلد، رنگزین گرد پوش اور اعلی معیاری پیپر کے ساتھ جامعہ فاروقیہ کے اپنے مکتبہ، مکتبہ فاروقیہ کراچی سے سامنے آئی ہے۔

تفسیر کشف البیان:

ایک عرصے سے اہل سنت کے علمی ذخیرے میں ایسی تفسیر کی تشنگی محسوس کی جارہی تھی، جس کا بیان ہی ادیان باطلہ اور فرق ضالہ، الحاد واستشراق کی فکری گمراہیوں کی تردید ہو، تفسیر کشف البیان اسی تشنگی کی سیرابی اور ایک دیرینہ خواب کی تعبیر ہے، یہ حضرت شیخؒ کے افادات پر مشتمل تفسیر قرآن ہے، جس کی ابھی تک ایک جلد طبع ہوئی ہے، اس تفسیر کی خصوصیات حسب ذیل ہیں:

1: پہلی جلد 645 صفحات پر محیط سورہ فاتحہ اور سورۃ البقرہ کی تفسیر پر مشتمل ہے۔

2: ترجمہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن کا نقل کیا گیا ہے۔

3: ابتدا میں حضرت شیخ الحدیث صاحب کے محققانہ قلم سے تفسیر کا جامع تعارف جس میں پوری تفسیر کی علمی جان سمٹ آئی ہے۔

4: ابتدا میں مقدمہ تفسیر شامل ہے، جس میں تفسیر، اصول تفسیر، اقسام تفسیر پر مختصر اور عام فہم انداز میں بحث کی گئی ہے۔

5: تفسیر میں جن آیاتِ قرآنیہ کا تعلق علم المخاصمہ سے ہے ان آیات کی تشریح اس تفسیر کا خاص موضوع ہے۔

6: ایسے تمام مقامات پر تفصیلی مباحث پیش کیے گئے ہیں، اولا: اہل سنت والجماعت کا مؤقف مع الدلائل اور ثانیا: فریق مخالف کا مؤقف مع الدلائل ان کی کتب سے باحوالہ پیش کر کے اس کا علمی جائزہ لیا گیا ہے۔

7: جو آیات علم المخاصمہ سے تعلق نہیں رکھتیں، ان کی تفسیر حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کی تفسیر بیان القرآن کی روشنی میں سہل اور عام فہم زبان میں کر دی گئی ہے۔ چونکہ شیخ الہندؒ اور حکیم الامتؒ کا ترجمہ جدا جدا ہے، اس لیے بعض مواقع پر تراجم کے اختلاف کا اثر تفسیر میں بھی پڑتا ہے، اس لیے ایسے مواقع پر شیخ الہند کے ترجمے کے موافق تفسیر کی گئی ہے۔

8: تفسیر ہذا میں اہلِ اسلام سے اختلاف رکھنے والے فرق مثلا: قادیانیت، اثنا عشریہ، رافضی فرقے، اسماعیلیہ وغیرہ منکرین حجت حدیث، نیچری وغیرہ کے عقائد باطلہ کی تردید کرکے اہل اسلام کے مؤقف کو قرآن وسنت کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔

9: اہل سنت والجماعت سے جزوی اور اجماعی مسائل سے اختلاف رکھنے والے قدیم وجدید بدعتی فرق کے ساتھ ساتھ استشراقی فکر کے علم بردار تجدد پسند طبقے کا فکری جائزہ بھی لیا گیا ہے۔

10: فقہی احکام پر مشتمل آیات کو اہل علم کی اصطلاح میں "آیات الاحکام" کہتے ہیں، ایسی آیات کی تفسیر میں صرف وہی فقہی مسائل ذکر کیے گئے ہیں جو آیت کریمہ سے براہ راست مستفاد ہوتے ہیں ان کی تفصیل فقہ حنفی کی روشنی میں کی گئی ہے، فقہاء کے اختلاف پر بقدر ضرورت کہیں کہیں روشنی ڈالی گئی ہے۔[11]

یہ تفسیر ایک عمدہ کاوش ہے مگر اہل علم حضرات اس سے ناواقفیت اور لاعلمی کی بناپر استفادہ نہیں کر پار ہے ہیں، مکتبہ فاروقیہ سے تاحال صرف ایک جلد، رنگزین گردپوش کیساتھ 645 صفحات پر مشتمل ہو کر طبع ہوئی ہے۔

الإمام البخاري، حياته وأعماله:

اس کتاب میں امام بخاری کے زہد و تقویٰ، اخلاص وللہیت، روایت، حفظ حدیث میں ان کا مقام ومرتبہ، ذہانت وقوت حافظہ کے حیرت انگیز واقعات، صحیح بخاری کی خصوصیات وامتیازات کا تفصیلی تذکرہ، صحیح بخاری کی بعض احادیث اور ان کے رجال پر تنقیدی وتحقیقی جائزہ، صحیح مسلم پر صحیح بخاری کی فوقیت کی وجوہ کا بیان، الغرض بچپن سے وفات تک امام بخاری کی سوانح، علمی اور تاریخی کارناموں کی دل آویز تفصیلی روداد کا بیان ہے۔

یہ مجموعہ در حقیقت وہ مقالہ ہے جو حضرت شیخ کی طرف سے "آكسفورد للدراسات الإسلامية للمشاركة" کی طرف سے امام بخاری کی منقبت میں قائم کیے جانے والے سیمینار میں پیش کیا گیا تھا، اس سیمینار میں شیخ عبد الفتاح ابو غدہؒ، شیخ ابوالحسن علی الندویؒ جیسے کبار محدثین بھی شریک تھے، اس مجلس میں اس مقالے کو پڑھا گیا اور بہت پسند کیا گیا۔ یہ کتاب عربی زبان میں 103 صفحات پر محیط ہے، گردپوش اور اندر کے صفحات کیلئے کمزور کاغذ استعمال کیا گیا ہے، جامعہ فاروقیہ نے اپنے ہی مکتبہ، مکتبہ فاروقیہ سے شائع کیا ہے۔

القول السليم في مبادئ التاريخ والتقويم:

درس نظامی کے درجہ خامسہ میں الدكتور ابراهيم الشريفي کی ایک کتاب "التاريخ الإسلامي" پڑھائی جاتی تھی، اس کی ابتداء میں تاریخ کے مبادیات اور تعارف واہمیت پر مشتمل ایک نہایت علمی مقدمہ "القول السليم في مبادئ التاريخ والتقويم" کے نام سے شامل ہے، جو حضرت شیخ کا مرتب کردہ ہے، مکتبہ فاروقیہ سے کل کتاب کی تو 276 صفحات ہیں، اور شیخ صاحب کا مرتب

کردہ مقدمہ بیس صفحات پر مشتمل ہو کر مکتبہ فاروقیہ سے سامنے آئی ہے۔

محدثین عظام اوران کی کتابوں کاتعارف:

مولانا سلیم اللہ خانؒ اس کتاب کی تالیف کے بارے میں اس کے پیش لفظ میں خود تحریر فرماتے ہیں کہ:

''اللہ جل شانہ نے محض اپنے فضل و کرم سے گزشتہ تقریبا نصف صدی سے احادیث کی کتابیں پڑھانے کی توفیق عطا فرمائی ہے، صحاح ستہ اور دوسری کتب حدیث کا سالہاسال درس ہوتا رہا، ہر کتاب کی ابتداء میں مصنف اور کتاب کا تعارف کرانے کا معمول عام ہے، ہمارے درس میں بھی یہ معمول جاری رہا اور کتاب کو شروع کرنے سے پہلے اس کتاب کے مصنف کے حالات تفصیل کے ساتھ بیان کئے جاتے اور کتاب کی خصوصیات اور تعارف پر مفصل گفتگو کی جاتی، مختلف سالوں میں طلبہ اس کو قلمبند کرتے رہے، اسی طرح صحاح ستہ کے علاوہ موطاامام مالک، موطاامام محمد اور طحاوی شریف حدیث کی ان 9 معیاری کتب اور ان کے مصنفین کے تفصیلی حالات الحمدللہ قلمبند ہو گئے، کئی سال پہلے کتابی شکل میں یہ مرتب بھی ہو گئے اور اس کی کتابت بھی ہو گئی تھی، لیکن تحقیق و تخریج اور حوالہ جات کا کام اس پر نہیں ہوا تھا اور اس کے بغیر کتاب کی اشاعت پر دل مطمئن نہیں ہو رہا تھا۔ اللہ جزائے خیر دے جامعہ فاروقیہ کے سابق استاد مولانا عبدالاحد کو، جنہوں نے اس کی تحقیق و تخریج کی ذمہ داری قبول کی اور بڑی محنت اور دلچسپی کے ساتھ اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا، مولوی حبیب اللہ زکریا اور مولوی سلیم اللہ زکریا نے پروف کی تصحیح میں تعاون کیا''۔[12]

یہ کتاب مکتبہ فاروقیہ سے 453 صفحات میں چھوٹے سائز میں چھپی ہے۔

تسہیل الادب:

عربی زبان سیکھنے کیلئے مبتدی طلباء کیلئے یہ ایک ایسی کتاب ہے، جو اُسلوب کے اعتبار سے انتہائی آسان ہے، صرف و نحو کے ضروری قواعد کی تمرین اس میں کروائی گئی ہے، جدید الفاظ کا بھی ایک بڑا حصہ اس میں شامل کیا گیا ہے، مبتدی طلبہ نہایت سہولت اور آسانی سے اسے یاد کر سکتے ہیں، یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصے میں اسم و حرف کے ضروری قواعد کے ضمن میں تمرینات اور الفاظ جدیدہ ذکر کیے گئے ہیں، اور یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ اولاً آسان الفاظ میں ضروری قواعد بیان کر دیے جاتے ہیں، اس کے بعد ''الأسئلة'' کے عنوان کے تحت مثالیں دی جاتی ہیں، تاکہ قواعد اچھی طرح ذہن نشین ہو جائیں، اس کے بعد انہی قواعد کی مناسبت سے تمرینات اور مشقیں دی گئی ہیں، اور آخر میں الکلمات الجدیدۃ کے عنوان سے جدید الفاظ دیئے گئے ہیں، اگر سبق کے ساتھ تمرینیں زبانی یاد کروائی جائیں اور ان کے لکھوانے کا اہتمام کیا جائے تو امید ہے کہ ان شاءاللہ اس سلسلہ کے ذریعے طلبہ میں دلچسپی پیدا ہو گی اور طلبہ کے ذہنوں میں تعبیرات کا کافی حصہ محفوظ ہو جائے گا۔ کتاب کے دوسرے حصے میں فعل کی مباحث ہیں اور ہر سبق کے آخر میں بھی تمرینات کا وہی انداز ہے جو حصہ اول میں اختیار کیا گیا ہے، کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب وفاق

المدارس العربیہ کے نصاب میں بھی شامل ہے۔دیگر کتب خانوں کے ساتھ ساتھ جامعہ فاروقیہ نے بھی اعلی معیاری جلد میں مکتبہ فاروقیہ سے ایک جلد میں شائع کیا ہے۔

صدائے حق:

یہ کتاب حضرت شیخ الحدیثؒ کے مختلف مضامین اور خطبات و مواعظ کا مجموعہ ہے، کتاب میں دو باب قائم کیے گئے ہیں، باب اول میں حضرت شیخؒ کی تحریروں کو جمع کیا گیا ہے،اس باب میں کل تریسٹھ مضامین شامل ہیں اور باب دوم میں آپؒ کے مختلف خطبات و مواعظ کو جمع کیا گیا ہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ اس کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ :

''میری مختلف تحریروں اور مضامین کا مجموعہ ''صدائے حق'' کے نام سے شائع کیا جارہا ہے۔یہ تحریریں مختلف اوقات اور مختلف حالات کے پس منظر میں لکھی گئی ہیں۔زندگی کی دوسری مصروفیات نے مجھے مستقل طور پر تصنیف وتالیف اور تحریر کا موقع نہیں دیا۔تدریسی خدمت اور انتظامی اُمور نے ایسا گھیرا کہ میں اس میدان کی طرف توجہ نہ دے سکا۔البتہ جامعہ فاروقیہ سے شائع ہونے والے اردو ماہنامہ ''الفاروق'' کے اجراء کے بعد کچھ عرصہ ''صدائے حق'' کے عنوان سے اس کیلئے چند موضوعات پر لکھنے کا موقع ملا، جن میں بعض اگرچہ معروضی اور وقتی تھے تاہم ان مخصوص حالات کے اسباب اور ان کیلئے تجویز کردہ علاج کے طریقے بہر حال ایک مستقل اور دائمی حیثیت رکھتے ہیں اور ان سے مستقبل میں بھی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔اسی طرح دارالعلوم کراچی کے ترجمان ماہنامہ ''البلاغ'' کیلئے بھی اس کے ابتدائی مراحل میں ''درسگاہ رسالت'' کے عنوان سے چند احادیث کی عام فہم تشریح لکھنے کا موقع ملا۔یہ سلسلہ اس کے کئی شماروں میں شائع ہوا۔''صدائے حق'' کا یہ مجموعہ انہی تحریروں اور مضامین پر مشتمل ہے''۔[13]

مجالس علم وذکر:

مختلف مواقع پر مولانا سلیم اللہ خانؒ نے جو تقاریر و مواعظ ارشاد فرمائی ہے ان کو یکجا کرکے جامعہ فاروقیہ کے اساتذہ نے مکتبہ فاروقیہ سے دو جلدوں میں چھپوا کر شائع کرائی ہے۔

صدائے وفاق:

ماہنامہ ''وفاق المدارس'' کے سابق مدیر ابن الحسن عباسی زید مجدہم نے ماہنامہ وفاق کے اداریوں کو جو حضرت شیخ کی طرف سے لکھے گئے تھے، جمع کرکے کتابی شکل میں صدائے وفاق کے نام سے جمع کیا۔

مولانا سلیم اللہ خانؒ کے مذکورہ کتب کے علاوہ دیگر تالیفات میں ذکرِ سلیم، خطباتِ سلیم، مکتوباتِ سلیم، آثارِ سلیم اور ذکرِ رفتگاں کا شمار بھی گراں قدر سرمایہ ہے۔اہل علم اور تشنگان علم کیلئے آپؒ کے مذکورہ کتب خزانہ بیش بہاء کا حیثیت رکھتا ہے، جس سے برصغیر پاک وہند کے ساتھ ساتھ بنگلہ دیش،افغانستان اور دیگر عرب ممالک میں موجود مولانا سلیم اللہ خانؒ کے شاگرد اور دیگر اہل علم مستفید ہو رہے ہیں۔

خلاصہ بحث:

ضرورت اس امر کی ہے کہ شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خانؒ کے مذکورہ کتب کو مختلف ممالک میں موجود ان کے شاگرد اور شائقین علوم اسلامیہ، اپنے مقامی زبانوں میں ترجمہ کر کے اسے نافع خاص وعام بنائیں۔ اگرچہ اس وقت آپؒ کے چند ایک کتب کا پشتو ترجمہ ہوا ہے لیکن لازمی ہے کہ دیگر زبانوں میں بھی اس کی تراجم منظر عام پر لائی جائیں۔ خصوصاً آپؒ کے جن کتب پر تاحال کام نہیں ہوا ہے یا آپؒ کے مواعظ و خطوط اصلاحیہ جو غیر طبع شدہ ہیں ان کو ''مواعظ'' اور ''خطوط اصلاحیہ'' کے نام سے شائع کیا جائے تاکہ اصلاح ور ہنمائی کا سبب بنے۔

حوالہ جات

[1] محمد اعجاز، رئیس المحدثین کی رحلت، ماہنامہ البینات، کراچی، فروری 2017ء، جلد 80، شمارہ 5، ص 4

[2] صابر محمود، مفتی، تذکرہ شیخ سلیم اللہ خان، ادارہ الرشید کراچی، یکم مئی 2017ء، ص 22

[3] ایضاً، ص 23

[4] محمد اعجاز، رئیس المحدثین کی رحلت، ماہنامہ البینات، کراچی، فروری 2017ء، جلد 80، شمارہ 5، ص 4

[5] سلیم اللہ خان، مولانا، صدائے حق، مکتبہ فاروقیہ، کراچی، 2005، ص 3

[6] صابر محمود، مفتی، تذکرہ شیخ سلیم اللہ خان، ادارہ الرشید کراچی، یکم مئی 2017ء، ص 273-274

[7] سلیم اللہ خان، مولانا، کشف الباری، مکتبہ فاروقیہ، کراچی، 2014ء، ج 1 مقدمہ، ص 9

[8] جالندھری، محمد حنیف، مولانا، ماہنامہ وفاق المدارس، ملتان، فروری 2017ء، جلد نمبر 14، شمارہ نمبر 5، ص 6

[9] سلیم اللہ خان، مولانا، نفحات التنقیح علی المشکوۃ المصابیح، مکتبہ فاروقیہ، کراچی، 2005ء، ج 1، ص 10

[10] جالندھری، محمد حنیف، مولانا، ماہنامہ وفاق المدارس، ملتان، فروری 2017ء، جلد نمبر 14، شمارہ نمبر 5، ص 4

[11] صابر محمود، مفتی، تذکرہ شیخ سلیم اللہ خان، ادارہ الرشید کراچی، یکم مئی 2017ء، ص 285

[12] سلیم اللہ خان، مولانا، محدثین عظام اور ان کی کتابوں کا تعارف، مکتبہ فاروقیہ، کراچی، 2010ء، ص 5

[13] سلیم اللہ خان، مولانا، صدائے حق، مکتبہ فاروقیہ، کراچی، 2005ء، ص 3